معراج کی رات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

معراج کی رات

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

عام روایت کے مطابق ۲۷ رجب کی رات، معراج کی رات ہے، یہ معراج کا واقعہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے سب سے زیادہ مشہور واقعات میں سے ہے۔ لیکن یہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر انسانوں کی جہیں اس پر چڑھ گئی ہیں، عام لوگ عجوبہ پسند ہوتے ہیں۔ ان کی عجائب پسندی کے جذبہ کو بس اپنی تسکین کا سامان چاہیے۔ اس لیے معراج کی اصل روح اور اس کی غرض اور اس کے فائدوں اور نتیجوں کو تو انھوں نے نظر انداز کر دیا اور ساری گفتگو اس پر ہونے لگی کہ آنحضرت ﷺ جسم کے ساتھ آسمان پر گئے تھے یا صرف روح گئی تھی، براق کیا تھا، جنت اور دوزخ کا حال آپ نے کیا دیکھا، اور فرشتے کس شکل کے تھے۔ حالانکہ دراصل یہ واقعہ تاریخ انسانی کے ان بڑے واقعات میں سے ہے جنھوں نے زمانہ کی رفتار کو بدلا اور تاریخ پر اپنا مستقل اثر چھوڑا ہے، اور اس کی حقیقی اہمیت، کیفیت معراج میں نہیں، بلکہ مقصد اور نتیجہ معراج میں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ کرۂ زمین جس پر ہم آپ رہتے ہیں، خدا کی عظیم الشان سلطنت کا ایک چھوٹا سا صوبہ ہے۔ اس صوبہ میں خدا کی طرف سے جو پیغمبر بھیجے گئے ہیں ان کی حیثیت کچھ اس طرح کی سمجھ لیجیے، جیسے دنیا کی حکومتیں اپنے ماتحت ملکوں میں گورنر یا وائسرائے بھیجا کرتی ہیں، ایک لحاظ سے دونوں میں بڑا بھاری فرق ہے۔ دنیوی حکومتوں کے گورنر اور وائسرائے محض انتظام ملکی کے لیے مقرر کیے جاتے ہیں، اور سلطان کائنات کے گورنر اور وائسرائے اس لیے مقرر ہوتے ہیں کہ انسان کو صحیح تہذیب پاکیزہ اخلاق اور سچے علم و عمل کے وہ اصول بتلائیں جو روشنی کے مینارے کی طرح انسانی زندگی کی شاہراہ پر کھڑے ہوئے صدیوں تک سیدھا راستہ دکھاتے رہیں۔ مگر اس فرق کے باوجود دونوں میں ایک طرح کی مشابہت ہے۔ دنیا کی حکومتیں گورنری جیسے ذمہ داری کے منصب ان ہی لوگوں کو دیتی ہیں، جو ان کے سب سے زیادہ قابل اعتماد آدمی ہوتے ہیں اور جب وہ انھیں اس عہدے پر مقرر کر دیتی ہیں تو پھر اُنھیں یہ دیکھنے اور سمجھنے کا پورا موقع دیتی ہیں کہ حکومت کا اندرونی نظام کس طرح، کس پالیسی پر چل رہا ہے، اور ان کے سامنے اپنے وہ راز بے نقاب کر دیتی ہیں جو عام رعایا پر ظاہر نہیں کیے جاتے، ایسا ہی حال خدا کی سلطنت کا بھی ہے، وہاں بھی پیغمبری جیسے ذمہ داری کے منصب پر وہی لوگ مقرر ہوئے ہیں، جو سب سے زیادہ قابل اعتماد تھے، اور جب انھیں اس منصب پر مقرر کر دیا گیا، تو اللہ تعالیٰ نے خود اُن کو اپنی سلطنت کے اندرونی نظام کا مشاہدہ کرایا اور ان پر کائنات کے وہ اسرار ظاہر کیے جو عام انسانوں پر ظاہر نہیں کیے جاتے۔

مثال کے طور پر حضرت ابراہیمؑ کو آسمان اور زمین کے ملکوت، یعنی اندرونی انتظام کا مشاہدہ کرایا گیا (وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والا رض ۔ الانعام) اور یہ بھی آنکھوں سے دکھایا گیا کہ خدا کس طرح مردوں کو زندہ کرتا ہے (واذقال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ بقرہ: ۳۵)۔ حضرت موسیٰ کو طور پر جلوۂ ربانی دکھایا۔ اور ایک خاص بندے کے ساتھ کچھ مدت تک پھرایا گیا، تا کہ اللہ کی مشیت کے تحت دنیا کا انتظام کس طرح ہوتا ہے اس کو دیکھیں اور سمجھیں (فوجدا عبدامن عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمنہ من لدنا علما ۔ کہف: ۹، ۱۰)۔ ایسے ہی کچھ تجربات آنحضرت ﷺ کے بھی تھے۔ کبھی آپ خدا کے مقرب فرشتے کو افق پر علانیہ دیکھتے ہیں (ولقد راہ بالا فق المبین ۔ التکویر)۔ کبھی وہ فرشتہ آپ سے قریب ہوتے ہوتے اس قدر

قریب آجاتا ہے کہ آپؐ کے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے بقدر بلکہ اس سے بھی کچھ کم فاصلہ رہ جاتا ہے۔ کبھی وہی فرشتہ آپ کو سدرۃ المنتہیٰ، یعنی عالم مادی کی آخری سرحد پر ملتا ہے اور وہاں آپ خدا کی عظیم الشان نشانیاں دیکھتے ہیں (وھو بالا فق الا علیٰ ... لقدرای من ایات ربه الکبریٰ۔ النجم: ۷۔۱۸)۔

اسی نوعیت کے تجربات میں سے ایک وہ چیز ہے جس کو معراج کہتے ہیں۔ معراج صرف سیر اور مشاہدہ ہی کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایسے موقع پر ہوتی ہے جبکہ پیغمبر کو کسی کار خاص پر مقرر کرنے کے لیے بلایا جاتا ہے اور اہم ہدایات دی جاتی ہیں۔ وہ حضرت موسیٰ کی معراج ہی تھی جبکہ ان کو وادی سینا میں بلا کر احکام عشرہ دیے گئے، اور ان کو حکم دیا گیا کہ مصر جا کر فرعون کو منشاء خداوندی کے مطابق نظام حکومت میں اصلاح کرنے کی دعوت دو۔ اسی طرح وہ حضرت عیسیٰ کی معراج تھی، جب انہوں نے ساری رات پہاڑ پر گزاری، اور پھر اُٹھ کر بارہ رسول مقرر کیے اور وہ وعظ کہا جو پہاڑی کے وعظ، کے نام سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ایک اہم موقع تھا وہ جب حضرت محمد ﷺ کو طلب کیا گیا۔

یہ وہ وقت تھا جب آپ کو اپنے مشن کی تبلیغ کرتے ہوئے تقریباً بارہ سال گزر چکے تھے، حجاز کے اکثر قبائل میں اور قریب کے ملک حبش میں آپ کی آواز پہنچ چکی تھی، اور آپ کی تحریک ایک مرحلہ سے گزر کر دوسرے مرحلے میں قدم رکھنے کو تھی، دوسرے مرحلے سے میری مراد یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا تھا کہ آپ مکہ کی ناموافق زمین کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف منتقل ہو جائیں جہاں آپ کی کامیابی کے لیے زمین تیار تھی۔ اس دوسرے مرحلے میں آپ کا مشن بہت پھیلنے والا تھا۔ صرف حجاز اور عرب ہی نہیں، بلکہ گرد و پیش کی دوسری قوموں سے بھی سابقہ پیش آنا تھا اور اسلام کی تحریک ایک اسٹیٹ میں تبدیل ہونے کو تھی، اس لیے اس اہم موقع پر آپ کو ایک نیا پروانہ تقرر اور نئی ہدایات دینے کے لیے بادشاہ کائنات نے اپنے حضور میں طلب فرمایا۔

اسی پیشی و حضوری کا نام معراج ہے۔ عالم بالا کا یہ حیرت انگیز سفر ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے پیش آیا تھا۔ اس سفر کے ضمن واقعات احادیث میں آئے ہیں، مثلاً بیت المقدس پہنچ کر نماز ادا کرنا، آسمان کے مختلف طبقات سے گزرنا، پچھلے زمانے کے پیغمبروں سے ملنا، اور پھر آخری منزل پر پہنچنا، لیکن قرآن ضمنی چیزوں کو چھوڑ کر ہمیشہ اصل مقصد تک اپنے بیان کو محدود رکھتا ہے۔ اس لیے اس نے کیفیت معراج کا کچھ ذکر نہیں کیا، بلکہ وہ چیز تفصیل کے ساتھ بیان کی ہے جس کے لیے آنحضرتؐ کو بلایا گیا تھا۔ قرآن کی سترھویں سورۃ میں آپ کو یہ تفصیل مل سکتی ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں مکہ کے لوگوں کو آخری نوٹس دیا گیا کہ اگر تمہاری سختیوں کی وجہ سے خدا کا پیغمبر جلا وطنی پر مجبور ہوا تو مکہ میں تم کو چند سال سے زیادہ رہنے کا موقع نہ مل سکے گا (وان کادو الیستفزونک من الا رض لیخرجوک منها واذالا یلبثون خلفک الا قلیلا ۔ نبی اسرائیل)۔ اور بنی اسرائیل کو جن سے عنقریب مدینہ میں پیغمبر سے براہ راست سابقہ پیش آنا تھا، خبردار کیا گیا کہ تم اپنی تاریخ میں دو زبردست ٹھوکریں کھا چکے ہو، اور دو قیمتی موقعے کھو چکے ہو، اب تم کو تیسرا موقع ملنے والا ہے اور یہ آخری موقع ہے (وقضینا الی اسرائیل ...... عسیٰ ربکم ان یر حمکم ۔ بنی اسرائیل)۔

دوسرے حصے میں وہ بنیادی اصول بتائے گئے ہیں جن پر انسانی تمدن و اخلاق کی تعمیر ہونی چاہیے۔ یہ چودہ اصول ہیں۔ (سورۂ بنی اسرائیل: ع ۳۔۴)

(۱) صرف اللہ کی بندگی کی جائے اور اقتدار اعلیٰ میں اس کے ساتھ کسی کی شرکت نہ تسلیم کی جائے۔

(۲) تمدن میں خاندان کی اہمیت ملحوظ رکھی جائے۔ اولاد والدین کی فرمابردار و خدمت گذار ہو، اور رشتہ دار ایک دوسرے کے ہمدرد و مددگار ہوں۔

(۳) سوسائٹی میں جولوگ غریب یا معذور ہوں، یا اپنے وطن سے دور با ہر مدد کے محتاج ہوں وہ بے وسیلہ نہ چھوڑ دیے جائیں۔

(۴) دولت کو فضول ضائع نہ کیا جائے، جو مالدار اپنے روپے کو برے طریقے سے خرچ کرتے ہیں، وہ شیطان کے بھائی ہیں۔

(۵) لوگ اپنے خرچ کو اعتدال پر رکھیں، نہ بخل کر کے دولت کو روکیں، اور نہ فضول خرچی کر کے اپنے لیے اور دوسروں کیلئے مشکلات پیدا کریں۔

(۶) رزق کی تقسیم کا قدرتی انتظام جو خدا نے کیا ہے، انسان اس میں سے اپنے مصنوعی طریقوں سے خلل نہ ڈالے۔خدا اپنے انتظام کی مصلحتوں کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔

(۷) معاشی مشکلات کے خوف سے لوگ اپنی نسل کی افزائش نہ روکیں جس طرح موجودہ نسلوں کے رزق کا انتظام خدا نے کیا ہے، آنے والی نسلوں کے لیے بھی وہی انتظام کریگا۔

(۸) خواہش نفس کو پورا کرنے کیلئے زنا کا راستہ برا راستہ ہے لہذا نہ صرف زنا سے پرہیز کیا جائے بلکہ اس کے قریب جانے والے اسباب کا دروازہ بھی بند ہونا چاہیے۔

(۹) انسانی جان کی حرمت خدا نے قائم کی ہے، لہذا خدا کے مقرر کردہ قانون کے سوا کسی دوسری بنیاد پر آدمی کا خون نہ بہایا جائے، نہ کوئی اپنی جان دے اور نہ دوسرے کی جان لے۔

(۱۰) یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے۔ جب تک وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہ ہوں، ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

(۱۱) عہد و پیمان کو پورا کیا جائے، انسان اپنے معاہدات کے لیے خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

(۱۲) تجارتی معاملات میں ناپ تول ٹھیک ٹھیک راستی پر ہونی چاہیے اوزان اور پیمانے صحیح رکھے جائیں۔

(۱۳) جس چیز کا تمہیں علم نہ ہو اس کی پیروی نہ کرو، وہم اور گمان پر نہ چلو، کیونکہ آدمی کی اپنی تمام قوتوں کے متعلق خدا کے سامنے جواب دہی کرنی ہے کہ اس نے انھیں کس طرح استعمال کیا۔

(۱۴) نخوت اور تکبر کے ساتھ نہ چلو، غرور کی چال سے نہ تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو، نہ پہاڑوں سے اونچے ہو سکتے ہو۔

یہ چودہ اصول جو معراج میں آنحضرت ﷺ کو دیے گئے تھے ان کی حیثیت صرف اخلاقی تعلیمات ہی کی نہ تھی، بلکہ یہ وہ پروگرام تھا جس پر آپ کو آئندہ سوسائٹی کی تعمیر کرنی تھی۔ ہدایات اس وقت دی گئی تھیں، جب آپ کی تحریک عنقریب تبلیغ کے مرحلے سے گزر کر حکومت اور سیاسی اقتدار کے مرحلے میں قدم رکھنے والی تھی۔ لہذا یہ گویا ایک مینی فسٹو تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ خدا کا پیغمبر ان اصولوں پر تمدن کا نظام قائم کرے گا، اسی لیے معراج میں یہ چودہ نکات مقرر کرنے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے تمام پیروانِ اسلام کیلئے پانچ وقت کی نماز فرض کی (اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الیٰ غسق اللیل وقراٰن الفجر۔ ان قراٰن الفجر کان مشھودا ۔ بنی اسرائیل)۔ تا کہ جو لوگ اس پروگرام کو عمل کا جامہ پہنانے کیلئے اُٹھیں ان میں اخلاقی انضباط پیدا ہو، اور وہ خدا سے غافل نہ ہونے پائیں۔ ہر روز پانچ مرتبہ ان کے ذہن میں یہ بات تازہ ہوتی رہے کہ وہ خود مختار نہیں ہیں بلکہ ان کا حاکم اعلیٰ خدا ہے جس کو انھیں اپنے کام کا حساب دینا ہے۔